www.izharunnabi.wordpress.com

بولتی تصویریں

فکر پارے ..... واردات قلب

مصنف

ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی

برکات رضا فاؤنڈیشن، میرا روڈ، ممبئی

www.ataunnabi.blogspot.com

www.izharunnabi.wordpress.com

بولتی تصویریں

(فکر پارے...... وارداتِ قلب)

مصنف

ڈاکٹر غلام جابر شمسؔ مصباحی

ناشر:

برکاتِ رضا فاؤنڈیشن، میرا روڈ، ممبئی

کتاب	:	بولتی تصویریں
مصنف	:	ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی
تقدیم	:	
تصحیح	:	
کمپوزنگ	:	اعظمی گرافکس، ممبئی ۹ (9820983557)
ناشر	:	برکاتِ رضا فاؤنڈیشن، میرا روڈ، ممبئی
اشاعت	:	
قیمت	:	

مصنف کا پتہ

Dr. Ghulam Jabir Shams Misbahi

201 - Gazala Galaxy, Near Kurnal Shopping Complex,
Naya Nagar, Mira Road (E), Mumbai - 401 107.
Mob: 9869328511
E-mail: ghulamjabir@yahoo.com

www.ataunnabi.blogspot.com

انتساب

امام احمد رضا کا پیر خانہ مارہرہ مطہرہ
لوگ اسے مارہرہ مطہرہ کہتے ہیں
مَیں اُسے برکات گھر، برکات نگر، برکات شہر کہتا ہوں
مَیں اُسے محبت گھر، محبت نگر، محبت شہر کہتا ہوں
وہ علم گھر بھی ہے، علم نگر بھی ہے، علم شہر بھی ہے
وہ عرفان گھر بھی ہے، عرفان نگر بھی، عرفان شہر بھی ہے
اسی گھر، نگر، شہر کے ایک تیز لو چراغ سلالۂ خاندانِ برکات
قبلہ محترم سید محمد اشرف (انکم ٹیکس کمشنر، دہلی)
کے نام منسوب کرتا ہوں۔

جاروب کشِ درِ درویشاں
غلام جابر شمس مصباحی

فہرست

نمبر شمار	عنوان	
(۱)	تقدیم:......شرفِ ملّت سید محمد اشرف مارہروی	
(۲)	دریچہ کتاب کا:......غلام جابر شمس مصباحی	
(۳)	پہلی پہچان ہے چہرہ	
(۴)	مٹی کی تواضع	
(۵)	اسلام ہی دینِ فطرت ہے	
(۶)	صبح کون سوتا ہے؟ اُلّو یا انسان؟؟	
(۷)	کوؤں کا اتحاد	
(۸)	بمبئی کسی کی جاگیر نہیں ہے	
(۹)	بمبئی کی شہ رگ	
(۱۰)	یہ کیسی منطق ہے	
(۱۱)	اردو کا چراغ	
(۱۲)	گداگری ایک فن ہے	
(۱۳)	محنت کم، اُجرت زیادہ	
(۱۴)	مفت خوروں کی کہانی	
(۱۵)	یہ کیسے لوگ ہیں	
(۱۶)	آہ! کتنے ناقدر ہیں وہ لوگ	

(۱۷) ٹھیلم ٹھال نعرے
(۱۸) صوفی کی تربیت تھی، سلطان کا جواب تھا
(۱۹) یہ کیسی قیادت ہے
(۲۰) جوانو! ہمت نہ ہارو
(۲۱) جوان صلاحیتوں کی قدر کیجیے
(۲۲) نیت کیجیے دو ثواب کمائیے
(۲۳) پلٹا دیئے جاؤ گے
(۲۴) علما مشائخ ہی ہدایت و نور کے مینار ہیں
(۲۵) مقررین کا خیال رکھیے
(۲۶) محنت کش لوگ
(۲۷) قلم کتنا عظیم ہے
(۲۸) پہلی، دوسری، تیسری شناخت
(۲۹) دین کا سچا خادم کون؟
(۳۰) مضمون کیسے لکھیں؟
(۳۱) ملک کو کس نے آزاد کرایا؟
(۳۲) مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کا اقلیتی کردار
(۳۳) امام ہٹاؤ تحریک
(۳۴) اماموں کے حجرے
(۳۵) تانیث، تذکیر، تلفظ کا مسئلہ
(۳۶) کیا بڑی شخصیتوں کی آنکھ، کان نہیں ہوتے

www.izharunnabi.wordpress.com

(۳۷) بوڑھے بزرگوں سے گزارش
(۳۸) جھینگر کی طرح کتابیں چاٹ لینے سے کوئی......
(۳۹) لکھیں پڑھیں، تو کیسے؟
(۴۰) چلیں اہرامِ مصر دیکھیں
(۴۱) قصہ آل انڈیا تنظیموں کا
(۴۲) مفت خوانی کی کہانی
(۴۳) ذرا سوچیے، کچھ تو کیجیے

NafseIslam
Spreading The True Teachings Of Quran & Sunnah

www.ataunnabi.blogspot.com

www.izharunnabi.wordpress.com

دریچہ کتاب کا

آگ لگے......بستی جلے......شہر جلے......نظر آئے......دِل جلے......دماغ جلے......نظر نہ آئے......کوئی نہ دیکھے......سیلاب آئے......آبادی بہے......سب دیکھے......درد اُٹھے......دِل بہے......کوئی نہ دیکھے......ناگہانی حادثہ آئے......انسان غم میں ڈوب جائے......کوئی نہ دیکھے......دِل کا جلنا......سُلگنا......دہکنا......ڈوبنا......سب احساس ہے......حسّی نہیں......حسّیات کا اُٹھ جانا المیہ ضرور ہے......مگر احساس کا اُٹھنا اس سے کہیں بڑا المیہ ہے......کیوں کہ احساس ہی زندگی ہے......احساس نہیں تو زندگی نہیں......احساس ہے......تو زندگی ہے......احساس ہی زندگی کا ثبوت ہے......زندگی میں درد نہیں......ہلچل نہیں......اضطراب والتہاب نہیں......تو وہ کیا خاک زندگی ہے......ایسی زندگی کا ہونا......نہ ہونا برابر ہے......بلکہ نہ ہونا ہی بہتر ہے، کیوں کہ سروں کی گنتی سے قوم زندہ نہیں کہلاتی......قومی زندگی کے لیے سروں میں سرفروشی کا سودا ہونا چاہیے......دلوں میں تمنا ہونی چاہیے......اگر سرفروشی کا سودا نہیں......تو کسی کا سویا......جاگا......ہونا یا مرچکا ہونا......سب یکساں ہے......بلکہ رائیگاں ہے......

تنہا خوش وخرم جینا......کمال نہیں......یوں تو کوئی بھی جیتا ہے......انسان کیا......حیوان بھی جی لیتا ہے......کمال یہ ہے سب کو لے کر جیا جائے......خوش وخرم رہا جائے......یہ اسی وقت ممکن ہے......جب احساس زندہ ہو......یہ محض احساس ہی نہیں......مسئولیت بھی ہے......ذمّے داری بھی ہے......اس احساسِ مسئولیت کا جواب خداوند قدوس کی جناب میں ہر اُس شخص کو دینا ہوگا......جس کنبہ یا قوم کا وہ ذمّے دار ہے......ذمّے داری کے احساس سے دنیا میں پلّہ جھاڑ لینا......عقبیٰ میں جواب دہی سے سبک

دوش نہیں کر دے گا......کون نہیں جانتا......مزدور......محکوم......رعیت......ماتحت کا فرض چھوٹا ہے...... مالک...... حاکم...... بادشاہ......کا فرض اُس سے بدرجہا بڑا ہے......چھوٹوں کی غلطی چھوٹی ہوتی ہے......دیکھیے......غیر شادی شدہ نے زنا کیا......کوڑا مارا جائے گا......شادی شدہ نے زنا کیا......سنگ سار کیا جائے گا......جاہل نے غلطی کی......ایک سزا ملے گی......عالم نے غلطی کی دوہری سزا ہوگی......بس......ریل......ہوائی جہاز...... پانی جہاز کا سوار لاکھ لاپرواہی کرے......کوئی بات نہیں......ڈرائیور......پائلٹ......ملاّح نے ذرا سی لاپرواہی کی......سب کی جانیں خطرے سے دوچار ہو جائیں گی......گھر کا جوان ڈگمگائے......کوئی بڑی بات نہیں......گھر کا بوڑھا ڈگمگائے، بڑی بات ہے......گھر کا سارا نظام ہی درہم برہم ہو جائے گا......آدمی کا ہاتھ پاؤں کٹ جائے......وہ جی سکتا ہے......جب شہ رگ کٹ جائے......اُسے کون بچا سکتا ہے......

مثالیں دینا مقصد نہیں......مقصد ہے......قائدین کے کانوں میں آواز پہنچانا......قیادت کی آنکھیں کھولنا......قائد و قیادت کی حس بیدار کرنا......یہ چھوٹا منہ بڑی بات نہیں......بے ادبی......گستاخی نہیں......کیا وہ بچّہ گستاخ ہے......جو اپنے باپ سے اچھا کھانا......عمدہ کپڑا اور پڑھائی کے اخراجات مانگتا ہے......لیٹ ہونے پر باپ کو جھنجھوڑتا ہے، بسا اوقات پڑھائی چھوڑ دینے یا گھر سے نکل جانے کی دھمکی بھی دے ڈالتا ہے......کون کہے گا......یہ بچّے کی گستاخی ہے......یہ تو اُس بچّے کا حق ہے، اپنا حق مانگتا ہے......بچّہ ہے......کبھی ضد بھی کرتا ہے......کبھی اڑ بھی جاتا ہے، کبھی اِٹھلا بھی جاتا ہے......اب یہ تو باپ کا فرض ہے......بچّے کی ضروریات پوری کرے......سمجھائے بجھائے......منائے......خوش کرے......خوش رکھے......بلکہ باپ کا یہ بھی فرض ہے......باپ نے اپنے باپ سے جو پیار پایا ہے......اپنے بچّے کو اُس سے زیادہ پیار کرے......باپ نے اپنے باپ سے جو دولت پائی ہے......اُس سے بڑھا کر بچّے کے حوالے کرے......اگر

www.ataunnabi.blogspot.com

باپ نے باپ سے پائی دولت سے کم دی......تو باپ نے خیانت نہیں......تو کوتاہی ضرور کی......اگر اتنی ہی دولت حوالے کرتا ہے......جو باپ نے اپنے باپ سے پائی تھی...... یہ تو دادا کی دولت تھی ...... باپ نے کیا کیا؟ ......اگر باپ نے دادا کی دولت یا اپنی کمائی دولت کچھ نہیں چھوڑی......تو یہ حق تلفی ہوئی یا کیا؟......بچّے کی یا سماج کی نظر میں وہ ناکام باپ ہے...... یا کامیاب؟ لہٰذا بچّے کو یہ حق ضرور ملنا چاہیے......بچپن میں وہ اصرار کرے ...... جب جوان ہو......تو تاحدِّ ادب احتساب بھی کرے...... یہ بے ادبی، گستاخی نہیں ......یہ حق طلبی ہے......حق شناسی ہے......اپنے حقوق کا مطالبہ ہے۔

کون نہیں جانتا۔سب جانتے ہیں۔کون نہیں دیکھتا۔سب دیکھتے ہیں۔سر سے آسمان کھسک رہا ہے۔پاؤں سے زمین کھسک رہی ہے۔بساطِ سوادِ اعظم سمٹ رہی ہے۔ کل جہاں دین تھا۔آج بے دینی ہے۔کل خوش عقیدگی تھی۔آج بدعقیدگی ہے۔گھر گھر جہالت ہے۔غربت ہے۔بے دینی ہے...... بدعملی ہے......بھوک، پیاس، بے روزگاری ہے......کچھ عائلی ضروریات ہیں......کچھ آئینی تقاضے ہیں...... کچھ جدید مسائل ہیں، ملک و بیرون ملک کے بدلتے حالات ہیں......فرد سے جماعت تک سب بے خبر ہیں ......بے بصر ہیں...... بات فرد کی نہیں......قوم کی ہے...... ہر شعبۂ زندگی میں اس قوم کی حالت کیا ہے...... بتانے کی ضرورت نہیں......قائدوں نے کندھا ہٹالیا......قوم بے آبرو ہو رہی ہے...... دو چار خانقاہوں کے حجرے آراستہ ہو جانا...... دو چار مدارس کی درس گاہیں آباد ہو جانا......دو چار خاندانوں کا مال دار یا دین دار ہو جانا......دو چار افراد کا اسمبلی یا پارلیمنٹ کے گلیاروں میں پہنچ جانا...... یہ قیادت نہیں...... یہ ترقی و تحفظ کی علامت نہیں۔

مسلم قوم کے قائد دینی ہوں یا سیاسی ......وہ قوم کے درمیان اُس وقت آتے ہیں...... جب اُن کی ضرورت ہوتی ہے...... جب قوم کو ضرورت ہوتی ہے...... وہ نظر نہیں آتے......اپنی ضرورت سے آئے......ووٹ لیا......نوٹ لیا......چل دیا......اب

www.izharunnabi.wordpress.com

قوم ہے......قوم کے مسائل ہیں...... وہ جوجھتے رہیں......قائدین اپنے اپنے حجروں اور بنگلوں میں آرام فرما ہیں......اب قوم سے کوئی نہیں پوچھتا......تیرے منہ میں کتنے دانت ہیں ...... تیرے کیا مسائل ہیں......قوم کو مسائل کے گرداب میں ڈوبتے یوں چھوڑ دینا قیادت کے سامنے ایک سوالیہ نشان ہے...... کاش قیادت کی آنکھ کھلے...... کان کھلے......دل جاگے......ضمیر جاگے......احساس بیدار ہو......اسی بیداریِ احساس کے لیے یہ اوراق حاضر ہیں......راکھ کے ڈھیروں سے کہیں کوئی چنگاری سلگ گئی......تو اپنی محنت وصول سمجھوں گا...... اِن اوراق میں جو کچھ کہا گیا ہے......وہ قوم کی......سماج کی...... سچی تصویریں ہیں...... بولتی تصویریں ہیں...... وارداتِ قلب......جن کو لفظوں کی زبان دے دی گئی ہے......جملوں کا پیرہن پہنا دیا گیا ہے...... باتیں کہیں واضح ہیں ......کہیں اشاروں، کنایوں میں کہی گئی ہیں...... کہیں طنز و مزاح کے لبادے میں بتانے کی کوشش کی گئی ہے......طنز و مزاح کے اسلوب سے فقط اس کی تصویریں ذرا تیکھے انداز میں دکھانے کی سعی کی گئی ہے...... کسی شخصِ واحد یا گروہ واحد کی تنقیص خدارا ہرگز مقصود نہیں ...... یہ ایک عمومی جائزہ ہے......خصوصی نہیں ......قارئین سے گزارش ہے......طنز و مزاح کا نوکیلا اسلوب نہ دیکھیں ......اس کے چلمن سے جو درد جھلکتا ہے......اُسے محسوس کریں...... کہیں ہنسی آئے ......تو زیرِ لب مسکرائیں ......قہقہے نہ لگائیں ...... یہ مقام قہقہوں کا نہیں...... مقامِ غور ہے...... جائے افسوس ہے ...... دعوتِ فکر ہے ...... پیغامِ عمل ہے......

قارئین! اپنے آس پاس کا جائزہ لیں ...... یہ تصویریں متحرک نظر آئیں گی ...... بولتی سُنائی دیں گی......مَیں نے یہ تصویریں آپ تک پہنچا دی ہیں...... جاگنا جگانا آپ کا کام ہے......میری مثال تو بس وہی اُس کتّے کی ہے......گنّے کے کھیت میں پہرہ دیتے دیتے کسان سو گیا...... جب ذرا آہٹ ہوئی ...... کھسر پھسر ہوا...... کتّے نے

www.ataunnabi.blogspot.com

......جس سے یہ باغ بان کیا......تمام انسان ہی نابلد ہیں...... جب ہم نے دیو بند کے مفتی رشید کونہیں چھوڑا......تو یہ کسان کیا وقعت رکھتے ہیں ...... یہ تو دن چڑھے تک سوتے ہیں......ہم صبح سویرے کائیں کائیں کر کے اِن کو جگاتے ہیں...... پھر اِن کی فصلوں پر حملہ کرتے ہیں...... اِدھر سے اُڑایا......اُدھر جا بیٹھے......اُدھر سے اُڑایا...... اِدھر آ بیٹھے...... یہ ہمیں کہاں تک اُڑا پائیں گے......ایک چھپٹے میں ہم ان کو بے وقوف بنا دیں گے...... یہ بے وقوف سمجھتے ہیں......ہم بے وقوف ہیں...... بے وقوفوں کو یہ خبر نہیں......جو رات دن بے وقوف بنتے رہتے ہیں......ایک مفتی رشید کیا......ساری دنیا کے مفتی ہمیں کھانا حلال کر دیں......تب بھی نہ ہم حلال ہو سکتے ہیں...... نہ بے وقوف بن سکتے ہیں...... ہمارا کام ہے بے وقوف بنانا......ان کا کام ہے بے وقوف بننا......ہم ان کے ہاتھوں سے روٹیاں بوٹیاں لے لے کر ان کو بے وقوف بنا دیتے ہیں......ہم مفت خور نہیں......ہم خدا کی دی ہوئی روزی کھاتے ہیں......مفت خور تو وہ ہیں...... جو انگریز کے مالِ حرام تک نہیں چھوڑتے......

☆☆☆

یہ کیسے لوگ ہیں؟

مافیا لوگ......ایک بار شب خون مارتے ہیں......قارون کا خزانہ جمع کر لیتے ہیں......

سیاسی لوگ............ایک بار الیکشن جیت لیں............کبھی ایک، کبھی دو......کبھی کئی عمر کی دولت کما لیتے ہیں......

بلڈر لوگ......ایک بلڈنگ بناتے ہیں......زندگی بھر عیش کرتے ہیں......کئی بنائیں ......تو کئی زندگی دادِ عیش دے سکتے ہیں......

سر لوگ......اسکول، کالج، کھولتے ہیں......غریب والدین کا خون نچوڑ کر......اپنے

www.izharunnabi.wordpress.com

بنگلے......کوٹھیاں سجاتے ہیں......

افسر لوگ............سیٹھ ساہوکاروں کی............تجوریاں خالی کرتے ہیں............ ......اپنا بینک اکاؤنٹ بڑھاتے ہیں......

پولیس لوگ......مخبر چھوڑتے ہیں......آدھا خود کھاتے......آدھا مخبر کو کھلاتے ہیں......

فقیر لوگ......گداگری بھی اچھی منڈی ہے......اِس کا اب ٹھیکہ ہونے لگا ہے......

پیر لوگ......سال میں ایک بار اپنے آبا و اجداد کا عرس کرتے ہیں......سال بھر کا خرچہ جٹا لیتے ہیں، پھر جو سال بھر مریدستان کا دورہ کرتے ہیں......اُس سے جو انکم ہوتی ہے ......بینک والے رکھنے سے انکار کر دیتے ہیں......

مقرر لوگ......مہینے میں ایک پروگرام کر کے......مہینے بھر ٹھاٹ سے کھا سکتے ہیں...... دو چار ہوا............تو بونس............محرم، ربیع الاوّل......ربیع الثانی......شعبان میں تو وارے نیارے ہو جاتے ہیں......

ناظم لوگ............مدرسے سے زیادہ پیٹ چلاتے ہیں......اگر وہ مدرسہ ٹھیک سے چلائیں......تو علما اتنے بیکار نہ نکلیں......

مچند لوگ......رمضان میں چندہ کرتے ہیں......سال بھر آرام کرتے ہیں......

وکیل لوگ...... چمار سے کم نہیں...... اپنے مؤکلوں کی چمڑی اُدھیڑتے ہیں...... چمچماتی اے سی کاروں میں گھومتے ہیں......

ڈاکٹر لوگ......قصاب سے کم نہیں......بیماروں کو اُلٹی چھری سے ذبح کرتے ہیں......

امام لوگ......تنخواہ چھوٹی ہے......چھوٹ بہت ملتی ہے......چھوٹ کھانے کے چکّر میں ٹرسٹیوں کے سامنے......حق بات بول نہیں پاتے......خدایا...... یہ کیسے لوگ ہیں؟؟؟

☆ ☆ ☆

www.ataunnabi.blogspot.com

آہ! کتنے ناقدر ہیں وہ لوگ

علم اللہ کی صفت ہے......اللہ کا نور ہے......جلوۂ علم ثبوت کا ظہور ہے......علم ہر ذہن میں نہیں اُترتا...... ہر سینے میں نہیں بستا...... یہ وہیں گھر کرتا ہے...... جہاں شفافیت ہوتی ہے...... پاکیزگی اور برگزیدگی ہوتی ہے...... جب سے سفید پوش کالے کرتوت والوں نے......اسے حاصل کیا......علم کو رُسوا کر کے چھوڑ دیا......سفید پوشوں نے...... جہاں چاہا...... لے گیا...... جب چاہا...... بیچ دیا......علم کو جنسِ بازار بنا دیا...... علم، جو خدا شناسی...... خدارسی کا ذریعہ تھا...... نا اہلوں نے روپیہ بٹورنے...... دولت ہتھیانے...... دنیا کمانے کا ذریعہ بنا لیا...... دنیا تو مل گئی...... آخرت بدل ڈالی...... عاقبت خراب کر ڈالی...... یہ کیسے لوگ ہیں...... جو دین پر دنیا کو ترجیح دے دی...... یہ فراست نہیں، حماقت ہے...... دانائی نہیں...... نادانی ہے...... دانا تو وہ ہے...... جو حقارت کے پاؤں سے دنیا کو ٹھوکر مار دے......بھوکے سہی...... پھٹے حال سہی......اخریٰ سنبھال لے......عقبیٰ سنوار لے......دیکھو!...... یہ بلال حبشی ہیں...... یہ سلمان فارسی ہیں...... بلال کی رنگت غلافِ کعبہ جیسی ہے......مگر حسینانِ عالم ہیچ ہیں...... کہکشاں کا جمال فیل ہے...... جنت کی بہاریں نثار ہونے کو ہیں......سورج اُگ نہیں سکتا...... جب تک بلال اذان نہ دے دے......سواری رسول اللہ کی ہوگی......نکیل بلال کے ہاتھ میں ہوگی...... جنت کے دروازے خود بخود کھلے ہوں گے...... بلال کا پہلا قدم ہوگا ......حوریں خوش آمدید کہیں گی...... غلمان استقبال کریں گے......مسرت کا سماں ہوگا ...... بہاریں رقص کریں گی...... بلال حبشہ سے اُٹھے...... بھاگم بھاگ حجاز پہنچے......وہ علم پایا......جو رسول اللہ کے جلو میں خدا تک پہنچا دیا......ہم حجاز نہیں پہنچے......حجاز سے علم یہاں آیا......آہ کتنے ناقدر ہیں وہ لوگ......جو پائی دولت کھو دی۔

☆ ☆ ☆

ٹھیلم ٹھال نعرے

کبھی جلسے بڑی دھوم دھام سے ہوتے تھے......مہینوں پرچار ہوتا تھا...... ہفتوں تیاری ہوتی تھی......لوگ جوق در جوق آ کر......جمع ہو جاتے تھے......دل سے سنتے بھی تھے...... بولنے والے کی زبان میں تاثیر بھی ہوتی تھی...... سننے والوں پر اثر بھی پڑتا تھا......وہ جلسے بامقصد ہوا کرتے تھے......اب بے مقصد ہوا کرتے ہیں......اب وہ جلسے ہی کہاں......وہ تو اپنی موت آپ مر گئے......اب صرف کانفرنسیں ہوتی ہیں...... نام بڑے......درشن چھوٹے......وہی اونچی دکان، پھیکا پکوان، والی بات رہ گئی......وہ زمانہ ہَوا، ہُوا جب پسینہ بھی گلاب تھا......اب عطر بھی مَلو تو پسینے کی بو نہیں جاتی...... یہ جدید دور ہے...... ہر چیز مٹّھی میں ہے...... پل میں تصور...... پل میں تیاری...... پل میں کانفرنس شروع...... یہ کانفرنسیں مذہبی ہوں......سیاسی ہوں...... یا احتجاجی مظاہرے ...... آپ نے دیکھا ہوگا......لوگ پوری طاقت سے چیخ چیخ کر......نعرے لگاتے ہیں ......جگر پھاڑ نعرے......ہلّہ بول نعرے......فلک شگاف نعرے......اگر یہ نعرے ذرا نرم ......مدّھم ہوں......تو اسٹیج پر بیٹھے...... مائک ہاتھ میں لیے ایک مخصوص فرد ہوتا ہے...... جو سامنے سننے والوں کو خوب جوش دلاتا ہے......للکارتا بھی ہے......جیسے وہ فرد لوگوں کو کہیں سے اس کام کے لیے خرید کر لایا ہو......اُس للکار کا اثر بھی ہوتا ہے......لوگ خوب نعرے لگاتے ہیں......شور مچاتے ہیں...... جو شورِ قیامت سے کم نہیں......لوگ اپنے آپ میں ہوتے بھی نہیں، جوش میں ہوش کھو دیتے ہیں......اس وقت کان پڑی آواز بھی سنائی نہیں دیتی ہے، اب اس فرد کو محسوس ہوتا ہے...... ہاں! اب کچھ ہو رہا ہے......لوگ بیدار ہیں......کانوں میں تقریر ٹھونسی جا رہی ہے......

نعرے لگانے والے صرف نعرے ہی نہیں لگاتے...... ہواؤں میں ہاتھوں کو

www.izharunnabi.wordpress.com
www.ataunnabi.blogspot.com

بھی لہراتے ہیں......جیسے اُن کی کوئی چیز کھوگئی ہو......ہواؤں میں ڈھونڈتے ہوں...... پکڑنے کی کوشش کرتے ہوں......اُس وقت مجمع میں آدمی نہیں...... ہاتھ ہی ہاتھ دکھائی دیتے ہیں......جی ہاں! وہ کھوئی ہوئی چیز یہ کہ اُن کے نعرے آسمان تک نہیں پہنچتے...... ہواؤں میں......فضاؤں کی وسعتوں میں اُن کے نعرے رُک رُک سے گئے ہیں...... اٹک اٹک سے گئے ہیں...... یہ اپنے ہاتھوں سے ٹھیل ٹھیل کر......ڈھکیل ڈھکیل کر فلک تک پہنچا رہے ہیں۔

☆ ☆ ☆

صوفی کی تربیت تھی، سلطان کا جواب تھا

سرتاج، جو سلطانِ وقت تھا......سر جھکائے......قرآن کی کتابت کر رہا تھا ......شریکۂ حیات، ملکہ روتی کراہتی حاضر خدمت ہوئی......کراہتی ہوئی بیوی کو دیکھ کر ......سلطان کا مضطرب ہو اُٹھنا فطری امر تھا...... پوچھا، کیا ہوا...... جانِ جاں؟ ہاتھ سہلاتے ہوئے......ملکہ نے جواب دیا......روٹی پکا رہی تھی......سینک کر اُتار رہی تھی ......کہ توے سے ہاتھ جل گیا......سلطان نے کہا......خیر خدا کی......مَیں ابھی مرہم لاتا ہوں......وقت کا سلطان قرآن کی کتابت چھوڑ کر مرہم لایا......اور خود ہی بیوی کے جلے ہوئے ہاتھ پر لگا دیا......

جب ذرا راحت ملی...... ملکہ نے کہا......اب کیا ہوگا......کھانا روٹی کیسے بناؤں...... دوسرے کام کیسے کروں...... آپ ایک نوکرانی کا بندوبست کر لیں...... سلطان کا جواب تھا......فکر نہ کرو...... جب تک تمہارا ہاتھ ٹھیک نہیں ہوتا......مَیں خود تمہارے کاموں میں ہاتھ بٹاؤں گا......ملکہ نے عرض کیا......نہیں عالی جاہ! آپ تکلیف کیوں کریں......ایک خادمہ رکھ لیجیے...... جب میرا ہاتھ ٹھیک ہوجائے گا......تو مَیں خود

www.izharunnabi.wordpress.com

ہی سارا کام اپنے ہاتھوں سے کروں گی......سلطان کا جواب سُنیے......اتنی آمدنی اور گنجائش کہاں......کہ خادمہ رکھ سکوں...... چھ مہینے میں ایک قرآن کی کتابت کر پاتا ہوں ......اس سے گھر کا کھانا خرچہ چلتا ہے......وہ بھی جوں توں کر کے......پھر خادمہ کا بار کہاں سے اُٹھاؤں......

ملکہ نے مشورہ دیا......آپ بادشاہ ہیں......شاہی خزانے سے کچھ لے لیا کیجیے......سلطان یہ سُن کر کانپ اُٹھا اور بول پڑا......

او! میری جان!......تم کیا کہہ رہی ہو...... یہ شاہی خزانہ تو رعایا کی امانت ہے ......مَیں تو صرف امین ہوں......اس خزانے سے کچھ لینا میرا کیا حق بنتا ہے......ملکہ یہ جواب سُن کر چپ ہوگئی......اور مطمئن ہو کر...... گھر کے کاج کام میں لگ گئی...... سلطان بھی ہاتھ بٹانے لگا......بتایئے......وہ کیسا بادشاہ تھا......جی یہ وہی بادشاہ تھا...... جس نے وسیع تر ہندوستان پر بیس برس حکومت کی......نام تھا......سلطان ناصرالدین بن سلطان شمس الدین التمش......وہ ۱۲۴۶ء میں تخت شاہی پر بیٹھا...... کامل بیس برس ۱۲۶۶ء تک حکومت کی......مگر گھریلو زندگی کیسی تھی......کیسی گزاری......

وہی سلطان شمس الدین التمش......جس کی تربیت، اُن کے اولاد کی تربیت حضرت قطب الدین بختیار کاکی نے کی تھی............کیا لوگ تھے......ہماری عبرت کے لیے......بہت سے کیا کیا سبق چھوڑ گئے......

☆☆☆

یہ کیسی قیادت ہے؟؟؟

چکن کڑھائی کا عمدہ نفیس لباس......اونچی آسمانی ٹوپی...... پانچ ہاتھ کا جبّہ ......دس ہاتھ کی پگڑی زیب تن کر لینے سے......انسان عالم نہیں ہوجاتا......علم کوئی اور

www.ataunnabi.blogspot.com

شے ہے...... علم کے تقاضے کچھ اور چیزیں ہیں...... اسی طرح گلے میں ہرے، لال، نیلے رومال لٹکانے...... ہاتھوں میں ہزار دانوں کی تسبیح رکھ لینے سے انسان متقی نہیں ہو جاتا...... تقویٰ الگ چیز ہے...... لباسِ تقویٰ چیزے دیگر ہے...... لباس، رکھ رکھاؤ...... وضع قطع مَدارِ بزرگی پارسائی نہیں...... بزرگی، پارسائی...... بجائے خود حُسن ہے...... اسے کسی زیب و زینت، آرائش و نمائش کی قطعی ضرورت نہیں...... بزرگ اپنا تعارف آپ نہیں کراتا...... نہ متقی اپنا تقویٰ جتاتا ہے...... علما خاشعین ربانین بھی اپنے علم و فضل کی نمائش سے دور بہت دور ہوتے ہیں......

اپنے، یا اپنے شاگردوں...... مریدوں...... عقیدت مندوں...... کے منہ سے کوئی بھلا انسان اپنی شناخت نہیں کراتا...... ڈنکے نہیں بجواتا...... اس بھلے انسان سے خدا جب خوش ہوتا ہے...... راضی ہوتا ہے...... تو وہ خود ہی اپنے فرشتوں کے ذریعے اُس بھلے انسان کی بھلائی، پارسائی، نیکی، بزرگی کا اعلان کروا دیتا ہے...... خلقِ خدا ٹوٹ پڑتی ہے...... پیاسی خلقت سیراب ہوتی ہے...... بھلے وہ بھلا انسان جنگل میں ہو...... اُس کا ذکر ہر جگہ عام ہوتا ہے...... ہر زبان پر چرچا رہتا ہے......

آج لوگ زبردستی کھینچ کھانچ کر مٹھی کا رومال بنانے کی کوشش کرتے ہیں...... اس کوشش میں بے جا حیلے حربے استعمال کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے...... بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے...... کھلے بندوں وہ نفسانیت، انانیت، کردار کشی پر اُتر آتے اور ہر طرح کی اوچھی حرکتیں، آڑی ٹیڑھی باتیں کرنے لگتے ہیں...... سوال یہ ہے...... وہ اس قدر مالیخولیا کے مرض کے شکار کیوں ہو جاتے ہیں...... انہیں چاہیے...... کہ وہ اپنی مٹھی میں وسعت پیدا کریں، ظرف وسیع رکھیں، اپنی ذات میں وہ علمی روحانی قدرت پیدا کریں کہ ایک انسان ہی کیا، ایک کائنات سما جائے...... معلوم ہے...... بیئر بضاعہ پر بھیڑ نہیں لگتی...... شیریں اُبلتے چشمے پر ازدھام ہوتا ہے...... اپنے کو شیریں بنائیں......

www.izharunnabi.wordpress.com

فیض بخش، فیض رساں بنائیں...... مبدأ فیاض ایسا نواز دے گا...... کہ تم حیران رہ جاؤ گے...... یاد رکھو ساری عزت، قوت، تعریف خدا ہی کے لیے ہے...... اُسی کو یہ اختیار ہے...... کسی کو عزت و قوت سے سرفراز کر دے......

☆☆☆

جوانو! ہمت نہ ہارو!

چوہا ایک باہمت جانور ہے...... چوہے کا وجود کتنا...... سب جانتے ہیں...... مگر اُس کی ہمت کی داد دیجیے...... بوریوں کی بوریاں کاٹ ڈالتا ہے...... گودام کے گودام میں تباہی مچا دیتا ہے...... جب فصلیں پکنے پر آتی ہیں...... کھیتوں میں گھس جاتا ہے...... کسان پریشان رہتا ہے...... گودام کا مالک پریشان رہتا ہے...... چوہوں سے بچنے کی ہزار تدبیریں کرتا ہے...... مگر چوہے ہمت نہیں ہارتے...... اُدھر سے بھگایا...... اِدھر سے آیا...... اِدھر سے بھگایا...... اُدھر سے آیا...... بظاہر وہ چھوٹا ہے...... عقل بھی نہیں ہے...... انسان بڑا بھی ہے...... عاقل بھی ہے...... مگر چوہے سے پریشان ہے...... کوئی تدبیر کام نہیں آتی...... سمجھ میں نہیں آتا...... کیوں کر اِس سے نجات ملے......

یہی نہیں...... چوہا پہاڑ بھی کھود ڈالتا ہے...... اپنی کھوہ، غار، بل بنا لیتا ہے...... کہاں پہاڑ، کہاں چوہا...... مگر ہمت دیکھیے...... پہاڑ کھودا...... تب نا اپنا ٹھکانا بنایا...... پہاڑ کا وجود دیکھ کر گھبرا جاتا...... تو وہ گھر نہیں بنا پاتا...... بے گھر رہتا...... گھر بنانا ہے...... بسانا ہے...... تو ہمت نہ ہارو...... چوہوں سے سبق سیکھو...... ایک کہاوت ہے...... کھودا پہاڑ، نکلا چوہا...... یہ ہمت کا کام ہے...... یہ اُس وقت بولتے ہیں...... جب سخت محنت کے بعد خاطر خواہ نتیجہ سامنے نہیں آتا...... نتیجہ چاہے جیسا ہو...... سامنے آیا تو سہی...... ہمت سے کھودا...... تب نا چوہا نکلا...... ورنہ کبھی نہیں نکلتا...... اب دوسرا، تیسرا کھودو......

www.ataunnabi.blogspot.com